AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عیسائیت میں دہ یکی (Tithe) کا نظام: تصور، مذہبی و تاریخی بنیادیں، عملی تطبیقات اور محروم طبقات کی کفالت تجزیاتی مطالعہ

Tithing in Christianity: Its Concept, Religious and Historical Foundations, Practical Applications, and Role in the Welfare of Marginalized Communities an Analytical Study

Nabila Sattar
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan
Email: nabila_isl@gcwst.edu.pk
Wasifa Tariq
BS Scholar, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore. Pakistan
Email: wasiaftariq@gmail.com
Ifrah Naeem
BS Scholar, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore. Pakistan
Email: afrahchaudry@gmail.com

Abstract

This study examines the concept and system of Tithing (Tithe) in Christianity from a historical, theological, and socio-economic perspective, with particular emphasis on its role in the welfare of underprivileged communities. It explores the lexical and technical meanings of tithing, its religious foundations in the Old and New Testaments, and its relationship with the Jewish priesthood. The study further analyzes the development of the tithing system, its categories, methods of collection, and the biblical guidelines governing its payment and distribution. It highlights that tithing is not merely a religious obligation but also a structured mechanism for supporting churches, religious institutions, and vulnerable members of society, including the poor, widows, orphans, strangers, and the needy. The research also discusses the teachings of Jesus Christ (peace be upon him), demonstrating that He emphasized justice, mercy, sincerity, and faithfulness alongside the payment of tithes, thereby giving greater importance to the ethical and humanitarian spirit of the practice than to its ritual observance alone. The study concludes that the institution of tithing has served as an effective instrument for promoting social justice, economic solidarity, and community welfare, reflecting Christianity's commitment to compassion, human dignity, and the protection of marginalized groups.

Keywords: *Tithing (Tithe), Christianity, Biblical Theology, Jewish Priesthood, Social Justice, Welfare System, Vulnerable Groups, Christian Ethics.*

موضوع کا تعارف

عیسائیت میں **دہ یکی (Tithe)** ایک اہم مذہبی اور سماجی ادارہ ہے، جس سے مراد کسی شخص کی آمدنی، پیداوار یا مال کا دسواں حصہ خدا کی رضا کے لیے چرچ یا مذہبی ادارے کو پیش کرنا ہے۔ اس نظام کی جڑیں قدیم یہودی شریعت میں پیوست ہیں، جہاں اس کا مقصد لاویوں، کاہنوں، یتیموں، بیواؤں، مسافروں اور دیگر ضرورت مند افراد کی ضروریات پوری کرنا تھا۔ بعد ازاں مسیحی روایت میں بھی اس تصور کو برقرار رکھا گیا، تاہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی روح کو رسمی ادائیگی کے بجائے انصاف، رحم، دیانت اور معاشرتی خدمت کے اصولوں سے وابستہ کیا۔ دہ یکی کے ذریعے نہ صرف مذہبی اداروں کی مالی ضروریات پوری کی جاتی ہیں بلکہ معاشرے کے محروم طبقات کی کفالت، غربت کے خاتمے اور سماجی ہم آہنگی کو بھی فروغ دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دہ یکی عیسائیت میں ایک مالی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی انصاف اور انسانی فلاح کے ایک مؤثر نظام کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس تحقیق میں دہ یکی کے تصور، اس کی مذہبی و تاریخی بنیادوں، عملی تطبیقات اور محروم طبقات کی فلاح و کفالت میں اس کے کردار کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دہ یکی (Tithe) کا معنی و مفہوم

دہ یکی (Tithe) سے مراد کسی شخص کی آمدنی، پیداوار یا مال کا دسواں حصہ ہے جو مذہبی فریضے کے طور پر چرچ، مذہبی ادارے یا بعض اوقات ریاست کو بطور لازمی مالی تعاون یا مذہبی ٹیکس ادا کیا جاتا ہے۔ عیسائی روایت میں دہ یکی کو خدا کی نعمتوں کے اعتراف، شکر گزاری اور مذہبی و فلاحی سرگرمیوں میں تعاون کا اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے جبکہ یہودی شریعت میں بھی قدیم زمانے سے دہ یکی کی مختلف صورتیں رائج رہی ہیں۔

لفظ Tithe قدیم انگریزی زبان کے لفظ Teogoþa سے ماخوذ ہے جس کے معنی "دسواں حصہ (Tenth) " کے ہیں۔ عیسائی مذہبی تعلیمات کے مطابق عقیدت مند افراد اپنی آمدنی کا دسواں حصہ رضاکارانہ یا مذہبی ذمہ داری کے طور پر چرچ یا مذہبی ادارے کو پیش کرتے ہیں خواہ ان کے مالی حالات مشکل ہی کیوں نہ ہوں۔ اس مالی تعاون کا مقصد مذہبی اداروں کی ضروریات پوری کرنا، عبادت گاہوں کی دیکھ بھال، مذہبی خدمات کی انجام دہی اور معاشرے کے مستحق، غریب اور محروم افراد کی مدد کرنا ہے۔

Oxford Dictionary کے مطابق:

"A tithe (/taɪð/; from Old English: teogoþa 'tenth') is a one-tenth part of something, paid as a contribution to a religious organization or as a compulsory tax to government. Traditional Jewish law and practice has included various forms of tithing since ancient times."[1]

اسی طرح ایک اور لغوی تعریف کے مطابق:

"To tithe is to make a contribution equal to one-tenth of your income, usually to a church or religious institution. Devout church-goers usually tithe, even in years when their finances are very tight. Tithe comes from the Old English word 'teogotha', which means 'tenth'."[2]

دہ یکی کی عملی تطبیقات

عیسائیت میں دہ یکی (Tithe) کا مقصد صرف مذہبی فریضہ ادا کرنا نہیں بلکہ کلیسیائی اور سماجی خدمات کو فروغ دینا بھی ہے۔ عیسائی برادری اپنی آمدنی کا دسواں حصہ چرچ یا مذہبی ادارے کو عطیہ کرتی ہے، جسے عبادت گاہوں کی دیکھ بھال، مذہبی سرگرمیوں، تبلیغی مشن، دینی تعلیم، انتظامی امور اور فلاحی منصوبوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح غریبوں، یتیموں، بیواؤں، ضرورت مند افراد اور دیگر محروم طبقات کی امداد بھی اسی فنڈ سے کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر **چرچ آف جیسس کرائسٹ آف لیٹر ڈے سینٹس (LDS Church)** اپنے تمام ارکان سے ان کی آمدنی کا دسواں حصہ بطور دہ یکی وصول کرتا ہے، جسے چرچ کے روزمرہ انتظامی اخراجات، مشنری سرگرمیوں، مذہبی تعلیم، انسانی ہمدردی کے منصوبوں اور کلیسیائی خدمات کی انجام دہی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔[3]

یہودیت کہانت کا نظام

خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عبادت، قربانیوں اور نذرانوں سے متعلق احکام عطا فرمائے تو ان احکام پر عمل درآمد کے لیے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے **لاوی** کی نسل کو مخصوص کیا۔ لاوی قبیلے کے وہ افراد جو عبادت گاہ (خیمۂ اجتماع اور بعد ازاں ہیکل) میں دینی خدمات انجام دیتے تھے **لاوی** کہلاتے تھے جبکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے منتخب اور مسح کیے جانے والے افراد کو **کاہن** مقرر کیا جاتا تھا۔ عہدِ عتیق کے مطابق کہانت کا منصب حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد کے ساتھ خاص تھا جیسا کہ بائبل میں مذکور ہے:

---

[1] Thomas J. Powers, "An Historical Study of the Tithe in the Christian Church to 1648" (Ph.D. diss., Southern Baptist Theological Seminary, 1948),32.
[2] V. Babbs, The Law of the Tithe: As Set Forth in the Old Testament (New York: Revell, 1912), 122.
[3] Robert T. Kendall, *Tithing: A Call to Serious, Biblical Giving* (Grand Rapids: Zondervan, 1982),43.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- ہارُون اور اُسکے بیٹوں کے کمر بند لپیٹ کر اُنکے پگڑیاں باندھنا تا کہ کہانت کے منصب پر ہمیشہ کے لئے اُنکا حق رہے اور ہارُون اور اُسکے بیٹوں کو مخصُوص کرنا۔[4]
- ہارُون کو مُقدس لِباس پہنانا اور اُسے مسح اور مُقدس کرنا تا کہ وہ میرے لئے کاہن کی خِدمت کو انجام دے اور اُسکے بیٹوں کو لا کر اُنکو کُرتے پہنانا اور جیسے اُنکے باپ مسح کرے ویسے ہی اُنکو بھی مسح کرنا تا کہ وہ میرے لئے کاہن کی خدمت کو انجام دیں اور اُنکا مسح ہونا اُنکے لئے نسل در نسل ابدی کہانت کا نشان ہو گا۔[5]
- دیکھو میں نے بنی لاوی کو جو تمہارے بھائی ہیں بنی اسرائیل سے الگ کر کے تمہاری خاطر بخشش کے طور پر تم کو سپرد کیا تا کہ وہ خیمہ اجتماع کی خدمت کریں پر مذبح کی اور اور پردہ کے اندر کی خدمت تیرے اور تیرے بیٹوں کے ذمہ ہے سو اس کے لیے تم اپنی کہانت کی حفاظت کرنا کہانت
کی خدمت کا شرف میں تم کو بخشتا ہوں اور جو غیر شخص نزدیک آئے وہ جان سے مارا جائے۔[6]
- خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے کسی اور قبیلے میں سے کسی کو یہ شرف نہیں نہ دیا لیکن بعض افراد نے حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان کے اس شرف کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی تو اس کا انجام خوفناک ہوا۔لاوی کے قبیلے میں سے قورح نے چند آدمیوں کو ساتھ ملا کر موسیٰ اور ہارون کے خلاف بغاوت کر دی۔ قورح اور اس کے ساتھی جیتے جی زمین میں سمو گئے اور اڑھائی سو آدمی جنہوں نے بخور جلانا تھا خداوند کی آگ سے بھسم ہو گئے (گنتی ۱۶:۱-۵۲) تاہم قورح کے بیٹے اس کے ساتھ ہلاک نہ ہوئے۔[7]
- ان ڈھائی سو آدمیوں کے آگ میں بھسم ہو جانے سے وہ فریق نابود ہو گیا تو اسی موقع پر زمین نے منہ کھول کر قورح سمیت ان کو بھی نگل لیا تھا اور وہ سب عبرت کا نشانہ ٹھہرے۔[8]

عہد عتیق میں کہانت کا ایسا نظام مرتب تھا جس میں سردار کاہن، کاہن اور لاوی شامل تھے۔لاوی النسل اسرائیلی قربانیوں کے تیار کرنے کا ابتدائی کام کرتے اور مقدس جگہ کی صفائی کرتے، انہی لاویوں میں سے وہ لوگ جنہیں مقدس تیل سے مسح کر کے کہانت کے منصب کے لئے چن لیا جاتا کاہن کہلاتے۔کاہن کا کام ہیکل میں قربانیاں چڑھانا اور دیگر رسومات کی ادائیگی تھا۔ سردار کاہن مقدس کا نگران یا مختار ہوتا تھا اور یہ واحد شخص تھا جو ہیکل کے اندرونی حصے قدس الاقداس یعنی پاک ترین مقام میں داخل ہو سکتا تھا۔کاہن خاص قسم کے چوغے پہنتے تھے اور سونے کا تاج سر پر رکھتے جس پر یہ الفاظ لکھے ہوتے تھے "خداوند کے لئے مقدس" اور سینہ بند جس پر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے نام لکھے تھے وہ پہنتے تھے۔بنی اسرائیل کے کاہنوں کے دو بڑے مقاصد تھے۔

۱۔ عبادت کی مقدس جگہ (خیمہ اجتماع اور بعد میں ہیکل) میں خدا کے ساتھ رابطہ رکھنا

۲۔ لوگوں کی مدد کرنا تا کہ وہ پاک ہوں۔[9]

مناحم حاران لکھتے ہیں۔

---

[4] خروج ۲۹:۹

[5] خروج ۱۳:۴۰-۱۴

[6] گنتی ۱۸:۶-۷

[7] ڈاکٹر اسلم ضیائی، کاہنوں کی مملکت،، مسیحی اشاعت خانہ، 2013ء، ص 121

[8] گنتی 26:10

[9] کتاب مقدس مطالعاتی اشاعت، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، 2010ء، ص 2249

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"یہاں ہمیں آہنی دستور یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہیکل اور قربان گاہ میں ایک بنیادی اُصولی فرق ہے۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رہے کہ تمام قدیم مشرق قریب کی طرح اسرائیل میں بھی کاہن کا حقیقی مقام ہیکل تھا جسے خدا کا گھر کہا جاتا تھا۔ الگ تھلگ قربانیوں پر کوئی بھی اسرائیلی، کسی بھی توسل کی مدد کے بغیر اپنی نذر گزران سکتا تھا لیکن ہیکلوں اور ہیکلوں سے منسلک قربان گاہوں پر بنی اسرائیل میں دینی انجام دہی (جیسا کہ ہر جگہ مروج تھا) صرف اور صرف کاہنوں کے مسلمہ خاندانوں کا اعزاز تھا"۔[10]

دہ یکی کا نظام

دہ یکی کا ذکر بائبل میں نہایت تاکید کے ساتھ موجود ہے اور اس کا تعلق یہودیت و مسیحیت دونوں سے ہے۔ دہ یکی اُس دسویں حصے کو کہا جاتا ہے جو مذہبی حکم کی پاسداری میں ادا کیا جائے۔[11] انجیل کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام نے انصاف، رحم اور ایمان کے ساتھ دہ یکی ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔[12] ابتدا میں یہ بنی اسرائیل کا مذہبی ٹیکس تھا مگر مسیحیت کی آمد کے بعد اسے کلیسیائی کاموں میں معاونت کے ساتھ ساتھ غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کی اعانت کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔ دہ یکی کا مطلب دسواں حصہ ہے یعنی اپنی محصلہ کل آمدنی کا دسواں حصے خدا کے لیے دینا۔ دہ یکی کی تین اقسام خدا نے اسرائیل کے لیے بطور ٹیکس رائج کی تھیں۔

1. زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ لاویوں کے لیے جنہیں کنعان کی زمین میں سے کچھ بھی حصہ میں نہیں ملا تھا۔[13]
2. یروشلم میں مذہبی تہواروں کے اہتمام کی اعانت کے لیے زمین کی پیداوار کا حصہ دینا۔ اگر کسی خاندان کے لیے اسے یروشلم لانا مشکل ہوتا تھا تو وہ اس کے بدلے رقم دے سکتا تھا۔[14]
3. وہ دہ یکی جو ہر تین سال بعد مقامی لاویوں، بیواؤں، مسافروں اور غریبوں کے لیے جمع کی جاتی تھی۔[15]

اسرائیلیوں کو اپنے قومی خدام (کاہنوں)، مقدس تہوار اور غرباء، یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں کی مدد دہ یکی کے ذریعے کرنے کا حکم تھا اور وہ دہ یکی ادا کر کے اسی فریضہ کو سرانجام دیا کرتے تھے۔ بائبل مقدس میں جابجا اس کا ذکر آیا ہے۔ تورات میں مذکور ہے۔

"خدا یتیموں اور بیواؤں کا انصاف کرتا ہے اور پردیسی سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اسے کھانا اور کپڑا دیتا ہے۔ سو تم بھی پردیسیوں سے محبت رکھنا۔"[16]

تورات ہی میں ایک اور جگہ مذکور ہے۔

- پھر تو خداوند اپنے خدا کے آگے یوں کہنا کہ میں نے تیرے احکام کے مطابق جو تو نے مجھے دیئے مقدس چیزوں کو اپنے گھر سے نکالا اور ان کو لاویوں اور مسافروں اور یتیموں اور بیواؤں کو دے بھی دیا اور میں نے تیرے کسی حکم کو نہیں ٹالا اور نہ ان کو بھولا۔[17]

خدا نے دہ یکی بیت المال کی کوٹھریوں میں لانے کا حکم دیا تھا۔ یہ بیت المال ہیکل کے دالان میں واقع تھے۔ یہ کمرے لاویوں، غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کے لیے دہ یکی کی وصولی کے لیے مخصوص تھے۔ ملاکی کتاب میں خدا فرماتا ہے۔

---

[10] Menahem Haan, *Temple and Temple-Services in Ancient Isreal* (Indiana: Vinona Lake Eisenbauns, 1985), p. 64.

[11] David F. Burg, *A World History of Tax Rebellions : An Encyclopedia of Tax Rebels, Revolts, and Riots from Antiquity to the Present* (Routledge, 2004), p. viii.

[12] متی 23:23

[13] احبار 7:33-30، گنتی 18:31-21

[14] استثناء 14:27-22

[15] استثناء 14:29-28، استثناء 26:13-12

[16] استثناء 18:10

[17] استثناء 13:26

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"اور میں عدالت کے لیے تمہارے نزدیک آؤں گا اور جادوگروں اور بدکاروں اور جھوٹی قسم کھانے والوں کے خلاف اور ان کے خلاف بھی جو مزدوروں کو مزدوری نہیں دیتے اور بیواؤں اور یتیموں پر ستم کرتے اور مسافروں کی حق تلفی کرتے ہیں اور مجھ سے نہیں ڈرتے "[18]

دہ یکی اور مسیحی ایماندار

قدیم اسرائیل میں دہ یکی دسواں حصہ ہوا کرتا تھا لہٰذا جو کوئی بھی دہ یکی ادا کرتا تھا وہ رقم تو مختلف مالیت کی ہوا کرتی تھی تاہم آمدنی کے مطابق ہر شخص دسواں حصہ ہی دیا کرتا تھا۔ دسویں حصہ سے کم دینا نہ صرف خدا کی شریعت کی نافرمانی تھی بلکہ یہ خدا کو ٹھگنے والی بات تھی۔[19] عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں بھی یہی اصول برقرار ہے۔ عہد نامہ جدید میں بتایا گیا ہے کہ خدا کی چاہت یہ ہے کہ ایک ایماندار کا لینا دینا اسی کے مطابق ہو جو کچھ خدا نے اسے دے رکھا ہے۔[20]

بائبل مقدس کے مطابق دہ یکی کا تعلق توراتِ موسوی کے تفویض کئے جانے سے قبل بھی تھا۔ بائبل کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی دہ یکی ادا کی اور اس کے سبب سے خدا سے برکت بھی پائی۔ یہ حقیقت ہے کہ خدا نے دہ یکی کو شریعت کا حصہ بنا دیا۔ جو کہ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ خدا کو محروم طبقات کا کس قدر خیال ہے اور خدا نے ان کا خیال کرتے ہوئے دہ یکی کو اپنی تعظیم قرار دیا ہے کہ جو دہ یکی ادا کرے گا گویا وہ خدا کی خدمت کرتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ایسی دہ یکی کی مذمت فرمائی ہے جو نیک نیتی سے نہیں دی جاتی۔ اس کے ساتھ وہ فرماتے ہیں کہ دہ یکی ادا کرنے کے ساتھ اچھا تھا کہ محروم طبقات کے ساتھ انصاف، رحم اور ایمانداری اور وفاداری بھی کی جاتی۔[21]

دہ یکی کی ادائیگی سے متعلق ہدایات

دہ یکی کی ادائیگی کا رواج صرف بنی اسرائیل میں نہیں بلکہ قدیم وقتوں کی دیگر تہذیبوں اور اقوام میں بھی مروج تھا۔ اقوام میں ارام، لدیہ، اسور، کنعان اور مصر کی قومیں شامل ہیں جو اپنے اپنے مذہبی عقائد کے مطابق دہ یکی مذہبی اداروں میں جمع کرایا کرتی تھیں۔[22] بائبلی دہ یکی کے برعکس مصر کا نظام اس معاملے میں نہایت سخت تھا اور وہاں لوگوں سے ان کے مال کے دسویں حصے کے بجائے کل مال کا پانچواں حصہ یعنی بیس فیصد وصول کیا جاتا تھا ہر شخص پابند تھا کہ وہ اپنی کل پیداوار و آمدنی کا بیس فیصد فرعون کو جمع کرائے۔[23]

بنی اسرائیل میں دہ یکی کا مفہوم دینی اور روحانی نوعیت کا تھا اور ہر شخص اس بات کا پابند تھا کہ وہ اپنے ہر قسم کے مال میں سے دسواں حصہ خدا کے لیے جمع کرائے حتی کہ بادشاہ بھی پابند تھے کہ وہ جنگ کے بعد حاصل ہونے والے مال غنیمت کا دسواں حصہ خدا کے گھر کے لیے جمع کرائیں گے۔ تورات کے مطابق سب سے پہلے مال غنیمت میں سے دہ یکی ادا کرنے والے سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے جنہوں نے ملک صدق کاہن کو مال غنیمت کا دسواں حصہ دیا۔ س

"مَلکِ صدؔق سؔالم کا بادشاہ روٹی اور مے لایا اور وہ خُدا تعالےٰ کا کاہن تھا اور اُس نے اُسکو برکت دیکر کہا کہ خُدا تعالےٰ کی طرف سے جو آسمان اور زمین کا مالِک ہے ابرؔام مبارک ہو اور مبارک ہے خُدا تعالےٰ جس نے تیرے دُشمنوں کو تیرے ہاتھ میں کر دیا۔ تب اَبرؔام نے سب کا دسواں حصّہ اُسکو دیا اور سؔدوم کے بادشاہ نے ابرؔام سے کہا کہ آدمیوں کو مجھے دیدے اور مال اپنے لئے رکھ لے پر ابرؔام نے سؔدوم کے بادشاہ سے کہا کہ مَیں نے خُداوند خُدا تعالےٰ آسمان اور زمین کے مالک کی قسم کھائی ہے کہ مَیں نہ تو کوئی دھاگا نہ جُوتی کا تسمہ نہ تیری اَور کوئی چیز لُون تا کہ تو یہ

---

[18] ملاکی 3:5

[19] ملاکی 3:8،10

[20] صابر گل، آتشیں کلام مقدس مطالعاتی اشاعت، لائف پبلشرز انٹرنیشنل، امریکہ، 2011ء، ص 1610

[21] ایضاً، ص 1611

[22] David L. Baker, *Tight Fists or Open Hands?: Wealth and Poverty in Old Testament Law* (Wm. B. Eardmans Publishing Co., 2009), p. 239.

[23] پیدائش 47:24

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نہ کہے سکے کہ مَیں نے ابرآم کو دَولتمند بنادیا سو اُسکے جو جوانوں نے کھالیا اور اُن آدمیوں کے حِصّے کے جو میرے ساتھ گئے۔ سو عانیر اور آسکال اور ممرے اپنا اپنا حصہ لے لیں۔"[24]

بائبل مقدس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ ان کے پوتے اور بنی اسرائیل کے جد امجد سیدنا یعقوب علیہ السلام نے بھی خدائے تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ وہ سفر سے واپسی پر خداوند کے حضور اپنے مال کا دسواں حصہ ادا کریں گے۔

"میں اپنے باپ کے گھر سلامت لَوٹ آؤں تو خُداوند میرا خُدا ہو گا اور یہ پتھر جو مَیں نے ستون سا کھڑا کیا ہے خُدا کا گھر ہو گا اور جو کُچھ تُو مجھے دے اُسکا دسواں حصّہ ضرور ہی تُجھے دِیا کرُونگا۔"[25]

کنعان کے ملک میں داخل ہونے کے بعد جب بنی اسرائیل میں قاضیوں کا دور ختم ہوا اور سلاطین کا دور شروع ہوا تو اسرائیل کے آخری قاضی سموئیل نے قوم کو آگاہ کیا کہ جس کسی کو تم اپنے اوپر بادشاہ بناؤ تو اسے اپنے مال، کھیتوں اور تاکستانوں کی کل پیداوار کا دسواں حصہ یعنی دہ یکی ادا کرنا۔[26] بائبل میں دہ یکی کی ادائیگی سے متعلق مختلف پہلو اور نظریات ہیں۔ بائبل کے مطابق زمین پر موجود ہر شے خدا کی بنائی ہوئی ہے لہذا اس کا اصل مالک خدا ہے۔ اسی طرح زمین کی ساری پیداوار خدا کی ہے لہذا ان پر ادا کی جانے والی دہ یکی بھی خدائے تعالیٰ کی ہے اور یہ دہ یکی پاک ہے جس میں خیانت نہیں کی جاسکتی۔ جیسا کہ بائبل مقدس میں لکھا ہے۔

"اور زمین کی پیداوار کی ساری دہ یکی خواہ وہ زمین کے بیج کی یا درخت کے پھل کی ہو خداوند کی ہے اور خداوند کے لئے پاک ہے اور اگر کوئی اپنی دہ یکی میں سے کچھ چھڑانا چاہے تو وہ اسکا پانچواں حصہ اس میں اور ملا کر اسے چھڑائے اور گائے بیل اور بھیڑ بکری یا جو جانور چرواہے کی لاٹھی کے نیچے سے گذرتا ہو ان کی دہ یکی یعنی دس پیچھے ایک ایک جانور خداوند کے لئے پاک ٹھہرے۔"[27]

بنی اسرائیل کا ہر صاحبِ استعداد فرد اپنی دہ یکی لاویوں کے پاس لاکر جمع کرایا کرتا تھا[28] کیونکہ خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی میراث لاوی کے خاندان کو دی تھی لیکن دہ یکی کا حکم جس طرح اسرائیل کے دیگر گیارہ قبیلوں کے لیے تھا اسی طرح بنی لاوی میں اس کے پابند تھے کہ وہ بھی خدا کے حضور اپنی دہ یکی ادا کریں گے لیکن لاوی کے قبیلے کے افراد اپنی دہ یکی کاہنوں کے پاس لاکر جمع کرایا کرتے تھے۔ جیسا کہ بائبل مقدس میں مذکور ہے۔

"خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ تو لاویوں کو اتنا کہہ دینا کہ جب تم بنی اسرائیل سے اس دہ یکی کو لو جسے میں ان کی طرف سے تمہارا موروثی حق کر دیا ہے تو تم اس دہ یکی کی دہ یکی خداوند کے حضور اٹھانے کی قربانی کے طور پر گذرانا۔"[29]

دہ یکی کی ادائیگی کے لیے خدائے تعالیٰ نے دیانت داری اور صداقت کو بنیادی شرط قرار دیا تھا جس کی صراحت تورات کی ان آیات سے ہوتی ہے۔

"جب تُو تیسرے سال جو دہ یکی کا سال ہے اپنے سارے مال کی دہ یکی نکال چُکے تو اُسے لاوی اور مسافر اور یتیم اور بیوہ کو دینا تاکہ وہ اُسے تیری بستیوں میں کھائیں اور سیر ہوں پھر تُو خداوند اپنے خدا کے آگے یوں کہنا کہ میں نے تیرے احکام کے مطابق جو تُو نے مجھے دیے مقدس چیزوں کو اپنے گھر سے نکالا اور اُن کو لاویوں اور مسافروں اور یتیموں اور بیواؤں کو دے بھی دیا اور میں نے تیرے کسی حکم کو نہیں ٹالا اور نہ اُن کو بھُولا اور میں نے اپنے ماتم کے وقت اُن چیزوں میں سے کچھ نہیں کھایا اور ناپاک حالت میں اُن کو الگ نہیں کیا اور نہ اُن میں سے کچھ مُردوں کے لیے دیا۔ میں نے خداوند اپنے خدا کی بات مانی ہے اور جو کچھ تُو نے حکم دیا اُسی کے مطابق عمل کیا۔ آسمان پر سے جو تیرا مُقدس مسکن ہے

---

[24] پیدائش 14:18-24

[25] پیدائش 28:21-22

[26] سموئیل 8:15

[27] احبار 27:30-32

[28] گنتی 18:21-24

[29] گنتی 18:25-26

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نظر کر اور اپنی قوم اسرائیل کو اور اُس ملک کو برکت دے جس ملک میں دودھ اور شہر بہتا ہے اور جس کو تُو نے اُس قسم کے مطابق جو تُو نے ہمارے باپ دادا سے کھائی ہم کو عطا کیا ہے۔"[30]

دہ یکی صرف زمین، غلہ اور فصل کے ساتھ خاص نہیں تھی بلکہ ریوڑ کا ہر دسواں جانور بھی دہ یکی کا حصہ شمار ہوتا ہے۔ اس کی صراحت احبار کی کتاب سے ہوتی ہے جس کے مطابق گائے، بکری، بھیڑ، بکری یا جو بھی جانور جو چراہ گاہ میں چرتا ہو اس کا دسواں حصہ خدائے تعالیٰ کے لیے پیش کیا جائے گا۔[31] بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک اہم موڑ بابل کی اسیری سے واپسی تھا۔ اس واپسی کے بعد لوگوں نے دہ یکی کی ادائیگی سے اجتناب کرنا شروع کر دیا لیکن جب حزقیاہ نے مختلف اصلاحات کیں تو لوگوں نے پھر سے دہ یکی ادا کرنا شروع کر دی۔[32] اس ادائیگی کے نتیجے میں معاشرے میں مختلف اُمور میں کافی تبدیلیاں آئیں اور فلاحی کاموں میں بہتری ہوئی۔[33]

دہ یکی کی اہمیت و مذہبی تاکید

بائبل مقدس میں خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ اپنے مال کا دسواں حصہ خداوند کے لیے وقف کر دیں اور اُس دسویں حصے میں سے اپنے لیے کچھ باقی نہ رکھیں بلکہ پوری ایمانداری کے ساتھ مکمل دہ یکی خداوند کے گھر میں لے کر آئیں اور مخصوص ذخیرہ گاہ میں جمع کرائیں تاکہ خداوند کے خادمین، لاوی و کاہن، غرباء، مساکین، مسافر، بیواؤں اور مسکینوں کو خوراک فراہم کی جاسکے اور ان کی مدد کی جائے۔ دہ یکی کی ادائیگی درحقیقت بنی اسرائیل کے لیے ایک آزمائش تھی جس کے ذریعے خدا نے ان کو آزمایا تھا کہ اگر وہ دہ یکی ادا کریں گے تو پھر خدا انہیں فراوانی اور برکت سے نوازے گا اور ان کی کھیتیاں لہلہاتی رہیں گی اور ان کی زمینیں غلہ اگلتی رہیں گی۔ خدا نے وعدہ کیا تھا کہ دہ یکی کی ادائیگی کی برکت سے خدا طوفان نوح کے زمانے کی طرح آسمان کی کھڑکیاں کھول کر پانی کے بجائے آسمانی برکتیں بنی اسرائیل پر نازل کرے گا اور تمام فطری آفات وبلاؤں سے ان کی زمینوں اور فصلوں کو محفوظ رکھے گا۔ خدا نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ بنی اسرائیل کی خوشحالی دیکھ کر دنیا کی تمام اقوام انہیں مبارک کہیں گی۔[34] ان تمام وعدوں کی صراحت بائبل کی ان آیات سے ہوتی ہے۔

"پوری دہ یکی ذخیرہ خانہ میں لاؤ تاکہ میرے گھر میں خوراک ہو اور اسی سے میرا امتحان کرو رب الافواج فرماتا ہے کہ میں تم پر آسمان کے دریچوں کو کھول کر برکت برساتا ہوں کہ نہیں یہاں تک کہ تمہارے پاس اس کے لے جگہ نہ رہے اور میں تمہاری خاطر ٹڈی کو ڈانٹوں گا اور وہ تمہاری زمین کے حاصل کو برباد نہ کرے گی اور تمہارے تاکستانوں کا پھل کچا نہ جھڑ جائے گا رب الافواج فرماتا ہے اور سب قومیں تم کو مبارک کہیں گی کیونکہ تم دلکش مملکت کے وارث ہوں گے"[35]

دہ یکی کی عدم ادائیگی کے اثرات

خدائے تعالیٰ کی طرف سے اتنے وعدوں کے باوجود بنی اسرائیل نے دہ یکی کے معاملے میں نہایت غفلت کا معاملہ اختیار کیے رکھا اور دہ یکی کی ادائیگی میں مسلسل خیانت سے کام لیتے رہے۔ جو لوگ دہ یکی ادا بھی کرتے تو کچھ اس طرح سے کہ شریعت کے تقاضوں کو اس ادائیگی میں ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا تھا۔ کچھ لوگ اپنے جانوروں کی دہ یکی ادا کرتے تو اچھے جانور اپنے لیے رکھ لیتے جبکہ کمزور اور بیمار جانوروں کو دہ یکی کے طور پر ذخیرہ خانے میں جمع کرا دیتے جبکہ خدائے تعالیٰ نے ان سے مکمل دہ یکی ادا کرنے کا تقاضہ کیا تھا لیکن لوگوں نے اپنے عمل سے خدا کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جس پر خدائے تعالیٰ نے نہایت برہمی کا اظہار

---

[30] استثناء 26:12-15

[31] احبار 27:32

[32] تواریخ 31:5-10

[33] نحمیاہ 10:34-39, 12:44-45, 13:10-12

[34] ضیائی، پوفیسر اسلم، کاہن کے لب، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، ۲۰۱۴، ص ۱۷۸

[35] ملاکی ۳:۱۰-۱۲

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کیا۔[36] خدا کی ناراضگی کا اندازہ بائبل مقدس کی اس آیت سے ہوتا ہے۔

"تم مجھ کو ٹھگتے ہو اور کہتے ہو ہم نے کس بات میں تجھے ٹھگا؟ دہ یکی اور ہدیہ میں۔ پس تم سخت ملعون ہوئے کیونکہ تم نے بلکہ تمام قوم نے مجھے ٹھگا۔"[37]

خدائے تعالیٰ نے شریعت کی کتاب میں یہ بھی تاکید کی تھی کہ دہ یکی ادا کرتے وقت لوگوں کے باٹ، پیمانے اور ترازو بالکل درست اور پورے ہونے چاہیے[38] لیکن اس کے باوجود بنی لاوی کے کچھ لوگ تھے جو ناقص ہدیے اور قربانیاں پیش کرتے تھے۔[39] بنی اسرائیل کو اِس عمل کو خدا نے "ٹھگی" قرار دیا کیونکہ خدا نے دہ یکی کی ادائیگی کا ایک معیار مقرر کر دیا تھا تاکہ لوگ خلوص نیت اور درست رویہ کے ساتھ خداوند کے حضور ہدیے لے کر حاضر ہوں تبھی خدا ان کی پرستش اور عبادتیں قبول کرتا لیکن بنی اسرائیل نے ایسا نہیں کیا۔[40]

محروم طبقات کی فلاح و کفالت

عیسائیت میں دہ یکی (Tithe) کا بنیادی مقصد صرف مذہبی عبادات اور کلیسیائی انتظامات کی مالی معاونت نہیں بلکہ معاشرے کے محروم اور ضرورت مند طبقات کی فلاح و بہبود بھی ہے۔ بائبل کی تعلیمات کے مطابق غریبوں، یتیموں، بیواؤں، مسافروں اور دیگر محتاج افراد کی کفالت کو مذہبی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ اسی مقصد کے لیے دہ یکی کی رقم کا ایک حصہ مستحق افراد کی معاشی ضروریات پوری کرنے، خوراک، رہائش، علاج، تعلیم اور دیگر بنیادی سہولیات کی فراہمی پر صرف کیا جاتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی تعلیمات میں رحم، ایثار، سخاوت اور انسانی خدمت کو حقیقی دینداری کا معیار قرار دیا۔ موجودہ دور میں بھی مختلف کلیسیائی ادارے دہ یکی کے ذریعے فلاحی منصوبے، یتیم خانے، تعلیمی ادارے، ہسپتال، امدادی مراکز اور غرباء کی معاونت کے مختلف پروگرام چلا رہے ہیں، جو اس نظام کے سماجی اور انسانی پہلو کو نمایاں کرتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دہ یکی کا نظام عیسائیت میں معاشرتی عدل، اقتصادی تعاون اور محروم طبقات کی کفالت کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

تجزیاتی جائزہ

دہ یکی کے نظام کا مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ عیسائیت نے مالی عبادت کو صرف مذہبی رسم تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے معاشرتی فلاح، انسانی ہمدردی اور اجتماعی ذمہ داری سے جوڑ دیا۔ بائبل میں دہ یکی کی ادائیگی کو خدا کی اطاعت، شکر گزاری اور معاشرتی انصاف کے اظہار کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ مختلف ادوار میں اس نظام کی عملی صورتوں میں تبدیلیاں آئیں، تاہم اس کا بنیادی مقصد ہمیشہ مذہبی اداروں کی معاونت اور محروم طبقات کی کفالت رہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دہ یکی کی ظاہری ادائیگی کے ساتھ عدل، رحم اور دیانت جیسے اعلیٰ اخلاقی اصولوں پر زور دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت میں مالی عبادات کی اصل روح انسانی خدمت اور معاشرتی خیر خواہی ہے۔ اس اعتبار سے دہ یکی کا نظام مذہبی، اخلاقی اور سماجی ذمہ داریوں کے امتزاج کی ایک نمایاں مثال ہے۔

حاصلِ تحقیق

اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ عیسائیت میں دہ یکی (Tithe) کا نظام ایک منظم مذہبی اور سماجی ادارے کی حیثیت رکھتا ہے، جس کی بنیاد بائبل کی تعلیمات اور یہودی مذہبی روایت پر قائم ہے۔ اس نظام کا مقصد صرف مذہبی عبادت گاہوں اور کلیسیائی امور کی مالی معاونت نہیں بلکہ معاشرے کے غریب، مسکین، یتیم، بیوہ، مسافر اور دیگر محروم طبقات کی ضروریات پوری کرنا بھی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دہ یکی کو انصاف، رحم، سخاوت اور انسانی خدمت جیسے اعلیٰ اخلاقی اصولوں کے ساتھ مربوط کیا، جس سے اس کی حقیقی روح نمایاں ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں بھی اگر دہ یکی کے نظام کو اس کے اصل مقاصد کے مطابق نافذ کیا جائے تو یہ غربت کے خاتمے، معاشرتی ہم آہنگی،

---

[36] ضیائی، پروفیسر اسلم، کاہن کے لب، ص183

[37] ملاکی ۳:۱۰

[38] احبار 19:36

[39] ملاکی 1:7

[40] ضیائی، پروفیسر اسلم، کاہن کے لب، ص170

اقتصادی تعاون اور انسانی فلاح و بہبود کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ لہٰذا دہ یکی کا نظام عیسائیت میں مذہبی فریضہ ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی انصاف اور محروم طبقات کی کفالت کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔

مصادر و مراجع

- ضیائی، ڈاکٹر اسلم۔ **کاہنوں کی مملکت**۔ لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، 2013ء۔
- ضیائی، پروفیسر اسلم۔ **کاہن کے لب**۔ لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، 2014ء۔
- صابر گل۔ **آتشیں کلام: مقدس مطالعاتی اشاعت**۔ امریکہ: لائف پبلشرز انٹرنیشنل، 2011ء۔
- صابر گل۔ **کتاب مقدس مطالعاتی اشاعت**۔ لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، 2010ء۔

English

- Babbs, V. *The Law of the Tithe: As Set Forth in the Old Testament.* New York: Revell, 1912.
- Baker, David L. *Tight Fists or Open Hands? Wealth and Poverty in Old Testament Law.* Grand Rapids: Wm. B. Eerdmans Publishing Company, 2009.
- Burg, David F. *A World History of Tax Rebellions: An Encyclopedia of Tax Rebels, Revolts, and Riots from Antiquity to the Present.* London: Routledge, 2004.
- Haran, Menahem. *Temple and Temple-Service in Ancient Israel.* Indiana: Eisenbrauns, 1985.
- Kendall, Robert T. *Tithing: A Call to Serious, Biblical Giving.* Grand Rapids: Zondervan, 1982.
- Powers, Thomas J. *An Historical Study of the Tithe in the Christian Church to 1648.* PhD diss., Southern Baptist Theological Seminary, 1948.